JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

واجباتِ حکمران: اہلِ کتاب اور اسلام کی مشترک تعلیمات

Ruler's Dues Comon Teachings of Ahl-e-Kitab and Islam

Usman Shafiq*
PhD Research Scholar (IUB), Principal Aqsa Educational Complex
Dr. Mahmood Ahmad *
Assistant professor, department of Islamic studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalnagar campus.

ABSTRACT

A happy and strong relationship between the ruler and public is the foundation of a developed state and stable society. One of the major challenges facing the state in the present era is political instability. The reason for this is that ruler is neglecting his duties and ignoring the rights of his citizens. If a ruler fulfills his obligations in a proper manner, this tension can be eliminated to a large extent. Pakistan is an Islamic state, Muslims are the majority here and the religious trend is found to a considerable extent. So, in this context, by daring to research a part of this broad subject, we have tried to prove that not only Islam, but also the previous heavenly books have valuable teachings on this topic. Therefore, the common teachings of the People of the Book and Islam have been presented. So that the importance of this subject can be estimated and a ruler also be wel aware of his duties from a religious point of view so that he can be successful in this world and the hereafter.

Keywords: *Duties of rulers, Islam, People of the Book, Subjects, Duties*

تمہید

انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے ہی آدمؑ تا نبی کریم ﷺ انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری وساری رکھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو دینی رہنمائی کے ساتھ ساتھ معاشرتی تعلیمات سے بھی آگاہ فرمایا اور ان کی قیادت وسیادت کی ذمہ داری کا بار گراں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کئی ایک کو نبوت کے ساتھ ساتھ منصبِ حکمرانی بھی عطا فرمایا، جیسے سیدنا یوسفؑ، سیدنا داؤدؑ اور سیدنا سلیمانؑ۔ کسی بھی ملک یا قوم کی فلاح وبہبود

CC BY

کی بنیاد اس بات پر ہے کہ وہ بہترین نظم وضبط (Discipline) کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ آج پوری دنیا میں بالعموم اور وطنِ عزیز پاکستان میں بالخصوص سیاسی عدمِ استحکام اہم مسئلہ اور بہت بڑا چیلنج ہے، بلکہ تمام مسائل کی وجوہات کو تلاش کر کے اور ان کو حل کرنے میں گراں قدر ذمہ داری کا بوجھ اگر کسی پر آن پڑتا ہے، تو وہ حکومت اور تخت پر براجمان حکمران و امراء ہیں۔ ایک کامیاب اور ترقی یافتہ ریاست کے لئے ضروری ہے کہ اس ریاست کے حکمران اپنے واجباتِ منصبی سے بخوبی آگاہ ہوں۔ جب ان کے واجبات سے متعلق تعلیم و تربیت کا بندوبست ہو گا، تو شعور و آگہی کے زیور سے آراستہ ہو کر ہی بہترین کارکردگی پیش کر سکیں گے اور جواباً عوام کا ردِ عمل بھی مثبت ہو گا۔ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اور اسلام میں دینی و شرعی نقطہ نظر سے انسانی فطرت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، وسیع تر تعلیمات موجود ہیں۔ ان کے مطالعہ سے احساسِ ذمہ داری اور عند اللہ جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم اہلِ کتاب اور اسلام کی شرعی نصوص کی روشنی میں واجباتِ حکمران سے متعلق مشترک تعلیمات سپردِ قلم کریں گے۔

1۔ خدا کی حمد و ثناء

حکمران کے واجبات میں سے بنیادی اور اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ اس سلطنت و اختیار کو اللہ کی طرف سے عطاء کردہ امانت سمجھتے ہوئے اس کی ثناء و حمد بیان کرتا رہے، اس عمل سے اس کا دل خشیتِ الٰہی سے منور رہے گا اور وہ اپنے آپ کو مطلق العنان حکمران تصور کرنے کی بجائے عاجزی و انکساری اختیار کرے گا۔

اہلِ کتاب

کتابِ مقدس میں خداوند کا ارشاد ہے:

"اَے زمین کے بادشاہو اور سب اُمّتو! اَے اُمرا اور زمین کے سب حاکِمو! یہ سب خُداوند کے نام کی حمد کریں۔ کیونکہ صِرف اُسی کا نام مُمتاز ہے۔ اُس کا جلال زمین اور آسمان سے بُلند ہے۔"[1]

اسلام

اسلامی تعلیمات میں بھی حکمران کے اہم واجبات میں سے ایک، جب اسے اقتدار و سلطنت مل جائے تو تکبر یا اترانے کی بجائے، انکساری کا مظاہرہ کرے۔ دل اللہ کی یاد سے لبریز ہو اور زباں پر اللہ کی حمد و ثناء اور استغفار جاری رہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُۙ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا" [2]

"جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے۔ اور تو لوگوں کو دیکھے کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور اس سے بخشش مانگ، یقیناوہ ہمیشہ سے بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کا عملاً ثبوت دیا۔ آپ ﷺ جب مکہ میں فاتح حکمران کی حیثیت سے داخل ہو رہے تھے، تو آپ کی پیشانی مبارک عند اللہ جھکی ہوئی تھی اور زباں پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تسبیح جاری تھی۔

2۔ اللہ کی شریعت اور حدود کا نفاذ

اہلِ کتاب

اہلِ کتاب (یہودیت و مسیحیت) کی تعلیمات میں خدا نے حکمرانوں کو نظامِ حکومت چلانے کے لئے شریعت کا پابند کیا ہے، اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ہی فیصلے کرنا اور اس کی حدود کا نفاذ حکمران کے بنیادی واجبات میں سے ایک ہے۔ کتابِ مقدس میں حکمِ خداوند ہے:

"اور جب وہ تختِ سلطنت پر جلُوس کرے تو اُس شریعت کی جو لاوی کاہنوں کے پاس رہے گی ایک نقل اپنے لِئے ایک کِتاب میں اُتار لے۔ اور وہ اُسے اپنے پاس رکھّے اور اپنی ساری عُمر اُس کو پڑھا کرے تا کہ وہ خُداوند اپنے خُدا کا خَوف ماننا اور اُس شریعت اور آئین کی سب باتوں پر عمل کرنا سِیکھے۔ جِس سے اُس کے دِل میں غرُور نہ ہو کہ وہ اپنے بھائیوں کو حقِیر جانے اور اِن احکام سے نہ تو دہنے نہ بائیں مُڑے تا کہ اِسرائیلیوں کے درمیان اُس کی اور اُس کی اَولاد کی سلطنت مُدّت تک رہے۔" [3]

اسلام

اسلامی تعلیمات میں بھی اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے کرنا اور اس کی حدود کا نفاذ حکمران کے بنیادی واجبات میں سے ایک ہے۔ اسی بات کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے۔

"وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ"[4]

"اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔ پس ان کے درمیان اس کے ساتھ فیصلہ کر جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر، اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے ہی انسانوں کی رہنمائی کے لئے جو تعلیمات آسمان سے نازل فرمائیں، اقوام کو انہی کا پابند ٹھہرایا ہے اور جب بھی انہوں نے اس سے روگردانی کی، اپنی خواہشات یا اللہ کے مقابلے میں انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے پیچھے چلے اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل ورسوا کر دیا، ان میں سرفہرست یہود ہیں۔ نبی کریم ﷺ ریاستِ مدینہ میں اللہ تعالیٰ کی شریعت وحدود کا نفاذ کرنے میں کوئی لچک نہیں دیتے تھے اور اگر کوئی سفارش آجاتی، تو اسے بھی سختی سے رد کر دیتے، چاہے سفارشی کتنا ہی قریبی اور محبت کرنے والا کیوں نہ ہوتا۔ امیر وغریب، آزاد وغلام کی تمیز و تفریق کیے بغیر اللہ کی شریعت وکتاب کے مطابق فیصلے کرنا، آپ ﷺ کا طرہ امتیاز تھا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں:

"أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ ، فَقَالُوا : مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ ، إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ ، قَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ ، لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا "[5]

"ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ بن زید کے سوا، جو نبی کریم ﷺ کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ بن زید نے نبی کریم ﷺ سے (نرمی کرنے کی) بات کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرنے آئے ہو؟۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری

کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ نے بھی چوری کی ہوتی، تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ ڈالتے۔"

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی تربیت اور ذہن سازی ہی اس طرح فرمائی کہ لوگ آکر خود کہتے کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے فرمائیں۔ اگر کوئی فیصلہ ان سے اللہ کی کتاب کے خلاف ہوتا اور آپ ﷺ کے پاس آکر اس کی اصلاح ہو جاتی تو فوراً اس پر عمل پیرا ہو جاتے، چاہے ان کی ذات کے خلاف ہی فیصلہ ہوتا۔ لیکن اللہ کی حدود کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ نہ بنتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَنْشُدُكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ ، فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ : نَعَمْ ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُلْ ، قَالَ : إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ ، وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ،فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ،فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ،الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ،اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا ، قَالَ : فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ ."[6]

"ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ سے ہی ہمارا فیصلہ فرمایئے، اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجئیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی سے زنا کر لیا، جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنا کی سزا میں) میرا لڑکا رجم کر دیا جائے گا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دی، پھر علم والوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کو (زنا کی سزا میں کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں

> تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ اچھا انیس! تم اس عورت کے ہاں جاؤ، اگر وہ بھی (زنا کا) اقرار کرلے، تو اسے رجم کر دو (کیونکہ وہ شادی شدہ تھی)۔ انیسؓ اُس عورت کے ہاں گئے اور اس نے اقرار کرلیا، اس لیے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ رجم کی گئی۔"

جب حاکمِ وقت اپنی اس ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرتا ہے تو ریاست میں ہونے والے جرائم کا بہت حد تک خاتمہ ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف اور اس کی شریعت و حدود سے کسی صورت بھی خلاصی نہ ملنے کا پیغام راسخ ہو جاتا ہے۔ جس سے معاشرے میں جرائم کی شرح دن دبدن کم ہوتی چلی جاتی ہے۔

3۔عدل وانصاف کی فراہمی

اہلِ کتاب

عدل و انصاف کی فراہمی بھی حکمران کے واجبات میں سے ایک ہے۔ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا کہ اگر وہ خود بادشاہ ہیں تو بھی، اور اگر ان کی امت میں سے کسی اور کے پاس زمامِ اقتدار ہے، تو وہ سب حکمران بھی عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ لوگوں کے تنازعات میں حکمران اور قاضی امیر، غریب، برادری قبیلہ، رنگ و نسل کا فرق کیے بغیر عدل و انصاف پر مبنی فیصلے صادر کریں، اسی میں ان کی بقا ہے۔ اگر عدل و انصاف کے دامن کو چھوڑ دیا، تو ان کی حکومت و سلطنت جلد زوال پذیر ہو جائے گی اور ان سے یہ نعمت چھن جائے گی۔ خدا نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دینے کے بعد ان پر یہ احکام نازل کیے، کس قدر تاکید کے ساتھ یہ احکامات ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ کتابِ مقدس میں خداوند حضرت موسیٰؑ سے مخاطب ہوا:

> "اور نہ مُقدّمہ میں کنگال کی طرف داری کرنا۔ تُو اپنے کنگال لوگوں کے مُقدّمہ میں اِنصاف کا خُون نہ کرنا۔ جُھوٹے مُعاملہ سے دُور رہنا اور بے گُناہوں اور صادِقوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ مَیں شریر کو راست نہیں ٹھہراؤُں گا۔ اور پردیسی پر ظُلم نہ کرنا کیونکہ تُم پردیسی کے دِل کو جانتے ہو اِس لئے کہ تُم خُود بھی مُلکِ مِصر میں پردیسی تھے۔"[7]

"تم فَیصلہ میں ناراستی نہ کرنا۔ نہ تو تُو غریب کی رِعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ بلکہ راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا اِنصاف کرنا۔ "[8]"تُم ایک ہی طرح کا قانُون دیسی اور پردیسی دونوں کے لئے رکھنا کیونکہ مَیں خُداوند تُمہارا خُدا ہُوں۔"[9] "اور اُسی

موقع پر مَیں نے تمہارے قاضیوں سے تاکیداً یہ کہا کہ تم اپنے بھائیوں کے مُقدّموں کو سُننا پر خواہ بھائی بھائی کا مُعاملہ ہو یا پردیسی کا تُم اُن کا فَیصلہ اِنصاف کے ساتھ کرنا۔ تُمہارے فَیصلہ میں کِسی کی رُورِعایت نہ ہو۔ جَیسے بڑے آدمی کی بات سُنو گے وَیسے ہی چھوٹے کی سُننا اور کِسی آدمی کا مُنہ دیکھ کر ڈرنہ جانا کیونکہ یہ عدالت خُدا کی ہے اور جو مُقدّمہ تُمہارے لِئے مُشکِل ہو اُسے میرے پاس لے آنا۔ مَیں اُسے سُنوں گا۔"[10]

"تُو اپنے قبِیلوں کی سب بستیوں میں جِن کو خُداوند تیرا خُدا تُجھ کو دے قاضی اور حاکِم مُقرّر کرنا جو صداقت سے لوگوں کی عدالت کریں۔ تُو اِنصاف کا خُون نہ کرنا۔"[11]

اسلام

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حکمران کے واجبات میں سے اہم فریضہ اور عوام کے حقوق میں سے اہم حق یہ ہے کہ عدل و انصاف کو ہر معاملے میں یقینی بنایا جائے۔ عدالتی نظام سے لے کر تمام انتظامی معاملات کا عدل و انصاف پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ لوگوں کے تنازعات انصاف کرتے ہوئے نمٹانے سے ہی ریاست میں امن و امان ممکن ہے اور برائیوں کا سدباب بھی اسی سے مشروط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا حکم دیا:

"وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا" [12]

"بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمھیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

دشمنی یا عداوت کی صورت میں بھی عدل و انصاف سے پہلو تہی کرنے سے منع کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ" [13]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جائو اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو بھی اسی بات کا حکم دیا۔

"يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ"[14]

"اے داوٗد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے، سو تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور خواہش کی پیروی نہ کر، ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔

حکمران بلا تمیز و تفریق عدل و انصاف کرے، مال و دولت، رنگ و نسل یا عہدے کی وجہ سے کسی کو اس میں رعایت یا نرمی نہ دی جائے بلکہ سب کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے۔ تعلیماتِ اسلامیہ میں ایسی کئی ایک مثالیں موجود ہیں کہ جس میں کسی کی سفارش یا رشتے داری پر اسے چھوٹ نہیں دی گئی بلکہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق سزا یا جزاء کا حق دار ٹھہرایا گیا۔ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ حکمران کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"تَنْفِيذُ الْأَحْكَامِ بَيْنَ الْمُتَشَاجِرِينَ، وَقَطْعُ الْخِصَامِ بَيْنَ الْمُتَنَازِعِينَ حَتَّى تَعُمَّ النَّصَفَةُ، فَلَا يَتَعَدَّى ظَالِمٌ، وَلَا يَضْعُفُ مَظْلُومٌ۔"[15]

"حکمران کا کام یہ بھی ہے کہ اختلاف کرنے والوں میں احکام نافذ کرے اور تنازعات کے فیصلے نمٹائے، تاکہ انصاف کا بول بالا ہو، ظالم حد سے نہ تجاوز کرے اور مظلوم کمزور نہ پڑے۔"

4۔ رشوت کا خاتمہ

اہلِ کتاب

عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے عدالتوں اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں سے رشوت ستانی کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ رشوت ایک ایسا ناسور ہے جو حکومت اور سلطنتوں کو دیمک کی طرح تباہ کر دیتا ہے۔ کتابِ مقدس میں خدا نے ان الفاظ میں مذمت کی:

"تُو رِشوت نہ لینا کیونکہ رِشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادِقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔"[16] تُو نہ تو کِسی کی رُو رِعایت کرنا اور نہ رِشوت لینا کیونکہ رِشوت دانِش مند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادِق کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔"[17]

اسلام

اسلام میں بھی عدل و انصاف کی مفت اور آسان فراہمی کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ رشوت کا لین دین ہے، جس سے معاشرے کے کمزور لوگ عدل و انصاف کے حصول میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے:

" لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ، وَالْمُرْتَشِيَ ." [18]

"رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔"

5۔ رعایا کی جان و مال کا تحفظ

اہلِ کتاب

اہلِ کتاب کی تعلیمات کی رو سے حکمران کے واجبات میں سے اہم اور حساس فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ رعایا کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنائے۔ ظالم کے ہاتھ روکنا، رشوت کا قلع قمع کرنا اور بیرونی دشمنوں سے عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانا حاکمِ وقت کی ذمہ داری ہے، چنانچہ خداوند کا ارشاد ہے:

"کیا وہ روزہ جو مَیں چاہتا ہُوں یہ نہیں کہ ظُلم کی زنجیریں توڑیں اور جُوئے کے بندھن کھولیں اور مظلُوموں کو آزاد کریں بلکہ ہر ایک جُوئے کو توڑ ڈالیں؟۔ "[19]

اسلام

دینِ اسلام میں رعایا کی جان و مال کا تحفظ بھی حکمران کے واجباتِ منصبی میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ دہشت گردی، چوروں اور لٹیروں سے عوام کو تحفظ دینا اور ان شر پسند عناصر کو عبرتناک سزائیں دے کر ان کا خاتمہ کرنا حکمران کی ذمہ داری ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اس شہر کی آبادکاری کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہوئے رزق سے پہلے امن کا سوال کیا۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے:

"وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ ۔" [20]

"اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ عرینہ اور عکل قبیلہ کے ان لوگوں کا قصہ بھی بیان کرتے ہیں، جنہیں مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہوگئے۔

"فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا ، فَشَرِبُوا حَتَّى إِذَا بَرِئُوا ، قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي إِثْرِهِمْ ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ "[21]

"نبی کریم ﷺ نے انھیں مدینہ سے باہر صدقہ کے اونٹوں میں رہنے کا حکم دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب (ملا کر) پیئیں۔ یہ لوگ وہاں چلے گئے، تندرست ہونے کے بعد وہ اسلام سے پھر گئے اور چرواہے (یسار نوبی) کو قتل کر کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے تعاقب میں سوار بھیجے جو انھیں پکڑ کر مدینہ منورہ لے آئے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری جائیں، پھر انھیں دھوپ میں پھینک دیا گیا، یہاں تک کہ سب مر گئے۔"

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے گرم سلائیاں پھیرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ انھوں نے چرواہے کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔[22] یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں ان ظالموں کا انجام اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری حاکمِ وقت پر عائد کی ہے آپ ﷺ نے اسے ہی پورا فرمایا اسی لئے جرائم بھی ختم ہوئے اور رعایا کو بھی تحفظ ملا۔

6۔ یتامیٰ وبیوگان کی کفالت

اہلِ کتاب

معاشرے کے مظلوم ومقہور طبقات میں سے ایک طبقہ بیوگان اور یتامیٰ کا ہے۔ اہلِ کتاب کی تعلیمات کے مطابق ان کی دیکھ بھال، کفالت اور ظلم وستم سے تحفظ حکمران کا فرض ہے۔ کتابِ مقدس میں خداوند کا فرمان ان الفاظ کے ساتھ ذکر ہے:

"غریب اور یتیم کا اِنصاف کرو۔ غم زدہ اور مُفلِس کے ساتھ اِنصاف سے پیش آؤ۔ غریب اور محتاج کو بچاؤ۔ شریروں کے ہاتھ سے اُن کو چُھڑاؤ۔"[23]

اسلام

اسلامی تعلیمات کے مطابق اہم واجبات میں سے ایک یتامیٰ و بیوگان کی دیکھ بھال اور کفالت ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں ان کا خاص خیال رکھا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ان کے لئے وظائف جاری کیے گئے بلکہ شہادت سے چار دن پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے دریائے دجلہ و فرات سے سیراب ہونے والے علاقوں سے ملنے والے خراج کے متعلق پوچھا:

"قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيقُ، قَالاَ حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ. قَالَ انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيقُ، قَالَ قَالاَ لاَ. فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ لأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لاَ يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا"[24]

"کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین (اہل عراق) کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان دونوں نے جواب دیا، ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی ذمہ داری تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ ان دونوں نے کہا: ایسا نہیں ہے۔ (اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی بات کہی جس سے ان کے دل کا درد اور یتامیٰ و بیوگان کا احساس عیاں ہوتا ہے۔) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد وہ کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔"

7۔ آسان رسائی اور عوام سے باخبر رہنا

اہلِ کتاب

کتابِ مقدس کی رو سے حکمران کا اہم فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنی رعایا سے باخبر رہے۔ خدا نے اسے عوام پر نگران مقرر کیا ہے۔ جیسے بکریوں کا چرواہا تمام ریوڑ سے باخبر رہتا ہے اور ان کی دیکھ بال کرتا ہے ایسی ہی مثال اور کردار حکمران کا ہے۔

چنانچہ کتاب مقدس میں ہے:

"خُداوند سارے بشر کی رُوحوں کا خُدا کِسی آدمی کو اِس جماعت پر مُقرّر کرے۔ جِس کی آمد و رفت اُن کے رُوبرُو ہو اور وہ اُن کو باہر لے جانے اور اندر لے آنے میں اُن کا راہبر ہو تا کہ خُداوند کی جماعت اُن بھیڑوں کی مانِند نہ رہے جِن کا کوئی چرواہا نہیں۔"[25]

اسلام

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حکمران کا یہ بھی واجب ہے کہ وہ دار لخلافہ اور حکومتی اداروں تک عام آدمی کی رسائی کو آسان اور ممکن بنائے اور رعایا کے حالات سے باخبر رہے۔ سیدنا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

" مَا مِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ، وَالْخَلَّةِ، وَالْمَسْكَنَةِ، إِلَّا أَغْلَقَ اللَّهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ خَلَّتِهِ، وَحَاجَتِهِ، وَمَسْكَنَتِهِ، فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ ۔ "[26]

"جو بھی حاکم حاجت مندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے اپنے دروازے بند رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورت، حاجت اور مسکنت کے لیے اپنے دروازے بند رکھتا ہے۔"

جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو لوگوں کی ضرورت کے لیے ایک آدمی مقرر کر دیا۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل کتاب اور اسلام کی بنیادی تعلیمات میں مشترکہ طور پر حکمران کے لئے کچھ ایسے واجبات مقرر کئے گئے ہیں جن کی پابندی ہر اچھے حاکم کے لئے ضروری ہے۔ یہی وہ بنیادی اصول ہیں جو حکمران اور رعایا کے مابین خوشگوار تعلقات کے ضامن ہیں۔ نیز یہ پائیدار اور مستحکم نظام حکومت کے قیام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان واجبات میں اللہ کی حمد و ثناء، شریعت اور حدود کا نفاذ، عدل و انصاف کی فراہمی، رشوت کا خاتمہ، رعایا کی جان و مال کا تحفظ، یتامیٰ اور بیوگان کی کفالت اور آسان رسائی اور عوام سے باخبر رہنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔ **کتابِ مقدس**،(لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2011ء)، زبور،148:11،13۔

The Holy Bīble, (Lāhore: Pākīstān Bibāl Socīty, 2011), Zāboor, 148:11-13.

2 ۔ النصر، 110:1-3۔

Al-Nāsr, 110:1-3.

[3] ۔ استثنا،17:18-20۔

Istīsnā, 17:18-20.

[4] ۔ المائدہ،5:48۔

Al–Māīdāh, 5:48.

[5] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، **الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 1:6788۔

Al-Būkhārī, Mūhāmmād ibn Islmāīl, Abu Abdūllāh, *Al-Jāme Al-Sāheeh Al-Mūsnād Al-Mūkhtāsār Mīn Umoor-e-Rāsool-ūl-Allāh wā Sūnānīhī wā Ayyāmīh*, (Bāīroot: Dār-ūl-Toq-ūl-Nājāh, 1422H), 1:6788.

[6] ۔ محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، 1:2724۔

Mūhāmmād ibn Ismāel, Ṣahīḥ *Al-Būkhārī*, 1:2724.

[7] ۔ خروج، 23:3،6،7،9۔

Khūroj, 23:3,6,7,9.

[8] ۔ احبار، 19:15۔

Ahbār, 23:3,6,7,9.

[9] ۔ احبار، 24:22۔

Ahbār, 19:15.

[10] ۔ استثنا، 1:16،17۔

Istīsnā, 1:16, 17.

[11] ۔ استثنا، 16:18،19۔

Istīsnā, 16:18, 19.

[12] ۔ النساء، 5:58۔

Al-Nīsā, 5:58.

[13] ۔ المائدہ، 8:5۔

Al-Māīdāh, 5:8.

[14] ۔ ص، 26:38۔

Sād, 38:26.

[15] ۔ ماوردی، علی بن محمد، ابوالحسن، **الاحکام السلطانیۃ**، (قاہرۃ: دارالحدیث، 2006)، ص:40۔

Māwārdī, Alī ibn Mūhammād, Abū-Al-Hāsān, *Al-Ahkām āl Sūltānīāh*, (Cāīro: Dār-ūl-Hādees, 2006), 40.

[16] ۔ خروج، 8:23۔

Khūroj, 23:8.

[17] ۔ استثنا، 20:16۔

Istīsnā, 16:20.

18 ۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، **سنن ابی داؤد**، (بیروت: دارالغرب الاسلامی، 1998ء)، 3580:2۔

Abū Dāwood, Sūlemān ibn Ashās, Al-Sjāstān*ī*, *Sūnān Abī Dāwood*, (Cāīro: Dār-ūl-Ghārāb Al-Islāmī, 1998), 2:3580.

[19] ۔ یسعیاہ، 6:58۔

Ysāyāh, 58:6.

[20] ۔ البقرۃ، 126:2۔

Al-Bāqārāh, 2:126.

[21] ۔ محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، 3018:1۔

Mūhāmmād ibn Ismāel, Ṣahīḥ *Al-Būkhārī*, 1:3018.

[22] ۔ مسلم بن الحجاج، ابوالحسین، القشیری، **صحیح مسلم**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1425ھ)، 1671:2۔

Muslīm ibn Hājjāj, Abū Al-Hūsāīn, āl-Qushāīrī, *Ṣahīḥ Mūslīm*, (Nīshā pūr: Dār āl Khīlāfā Al Ilmīyā, 1330 AH), 2:1671.

[23] ۔ زبور، 4،3:82۔

Zāboor, 82:3,4.

[24] ۔ محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، 3700:2۔

Muhāmmād ibn Ismāel, *Ṣahīḥ Al-Būkhārī*, 2:3700.

[25] ۔ گنتی، 17،16:27۔

Gīntī, 27:16, 17.

26 ۔ الترمذی، محمد بن عیسی، ابوعیسیٰ، **سنن الترمذی**، (بیروت: دارالغرب الاسلامی، 1998ء)، 1382:1۔

Al-Tīrmāzī, Muhāmmād ibn Eāsā, Abū Eāsā, *Sunān Al-Tīrmāzī*, (Cāīro: Dār āl Ghārāb Al-Islāmī, 1998), 1:1382.